

سکندر: مجھے ستارہ پر ترس آ رہا ہے۔ اسے محبت کا شوق تھا جیسے تجھے اور مجھے نام کا شہرت کا شوق ہے۔ وہ ہر لمحے عشق کے تجربے کے لیے تیار تھی افسوس اسے پار اترنے کو کوئی گھڑانہ ملانہ کچانہ پکا۔

عاشی: (سکرپٹ کارول بنا کر سکندر کے کندھے پر مارتی ہے) اے اے سکندر۔ تمہیں اس سے محبت تھی، تھی نا.....؟

سکندر: مرد کبھی ستارہ جیسی عورت سے محبت نہیں کرتا۔

(اب وہ کھڑے زانوؤں کے گرد اپنے بازو حائل کر کے سر اپنے گھٹنوں پر رکھتا ہے۔) وہ کانچ کی پتلی سے عشق کرتا ہے جو اس کے ہاتھ میں بکھر جائے۔ یا پھر وہ روئی کی گڑیا سے پیار کرتا ہے جسے وہ دھنک سکے۔ ایسی ٹھوس عورت سے کوئی محبت نہیں کرتا کوشش بہت کرتے ہیں پر..... پتہ نہیں کیوں ایسی عورت کے ہاتھوں میں مرد کو خود ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

عاشی: میں کیا ہوں کانچ کی پتلی کہ روئی کی گڑیا؟

سکندر: تم..... جنگل میں بجنے والی بنسری ہو جو کبھی آم کے پیڑوں میں سے سنائی دیتی ہے۔ کبھی کنویں کے پانی میں سے..... سنائی ہمیشہ دیتی ہے نظر کبھی نہیں آتی۔

عاشی: سکندر۔

سکندر: جی عاشی جی۔ (آنکھیں ملتا ہے) پتہ نہیں یہ میری آنکھوں کے آگے جالے کیوں آ جاتے ہیں۔ یکدم سب کچھ دھندلا جاتا ہے۔

عاشی: آج ریکارڈنگ سے واپسی پر آنکھیں ضرور ٹیٹ کرانا پلیز۔ سکندر پلیز۔

سکندر: آنکھوں کو کچھ نہیں ہے عاشی میرے اندر کا فوکس..... خراب ہو گیا ہے۔ جو منظر پہلے ان فوکس تھے تمام کے تمام آؤٹ آف فوکس ہو گئے ہیں۔

(سکندر کی طرف باز بڑھاتی ہے)

عاشی: پلیز گھڑی کھول دو۔

(سکندر اس کی گھڑی کھولتا ہے لیکن آج وہ جیسے موجود نہیں ہے وہ گھڑی کھولنے میں بہت

دیر لگاتا ہے ساتھ ساتھ بولتا ہے۔)

- سکندر: جب ستارہ نے دوبارہ گانا شروع کیا تو میں خوفزدہ ہو گیا تھا بلکہ یونہی سب نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا، انڈسٹری والوں نے، دوستوں نے..... تم نے۔ جیسے کمرے میں اچانک بھڑ آجائے تو آدمی خوفزدہ ہو جاتا ہے خواہ مخواہ۔
- عاشی: مجھے آج جلدی جانا ہو گا سکندر۔ بی بی کل بھی بہت ناراض ہوئی تھیں۔ کہتی تھیں یہ تم نے کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ بی بی نے توجو تا اٹھالیا تھا کل۔
- سکندر: بھلا اگر وہ گاتی رہتی گاتی چلی جاتی تو میرا کیا بگاڑ سکتی تھی وہ میل وائس تو نہیں تھی..... میں..... میرے اندر کے چور نے اس کے لیے یہ راہ بھی نہ چھوڑی
- عاشی: بھلا وہ میرے گانے تھوڑی گا سکتی تھی؟
- عاشی: اب ان باتوں سے فائدہ سکندر جی؟ ریکارڈنگ پر نہیں جانا؟ لیٹ ہونا ہے؟ باتیں بنوانی ہیں ڈائریکٹر سے۔
- سکندر: ہم لوگ چھوڑی ہوئی عورت کے حق میں اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں عاشی؟
- عاشی: میں مرد ہوں واہ سکندر جی واہ۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔
- سکندر: ہم اس کے پاس کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ میں میری کچھ باقی نہیں چھوڑنا چاہتے۔ وہ تو پہلے ہی ڈھانچے کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ میں..... کم از کم آواز ہی رہنے دیتا اس کے پاس؟ جن کو خدا اتنی بڑی خوبی دیتا ہے تو پھر اور کچھ نہیں دیتا ہے نا؟
- عاشی: اتنا اس کا خیال ہے تو اسے تلاش کرو نا۔
- سکندر: (ہنس کر) تم سمجھتی ہو یہ..... یہ سب کچھ اعتراف محبت اعتراف شکست ہے؟
- میں اسے یاد کر رہا ہوں میں اس کی واپسی کا آرزو مند ہوں؟
- عاشی: اور کیا ہے؟ (اس وقت مسکین کھانس کر کمرے میں آتا ہے اور عاشی کی ساڑھیال الماری میں ٹانگتا ہے۔)
- سکندر: یہ فقط احساس جرم ہے پچھتاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (آنکھیں بند کرتا ہے۔)
- She was not my type
- عاشی: خدا کے لیے Honey مراقبے میں مت جانا۔ وقت ہو گیا ہے۔ ریکارڈنگ کا۔

کچھتاوے سے گاناریکارڈ نہیں ہوگا۔ اٹھو۔

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور دن

(باغ)

مالی باز کاٹ رہا ہے اس کی بیٹی لان میں بیٹھی پھولوں کا ہار پرور رہی ہے۔ مالی پاس آتا ہے۔
یہ اب تو ہار کس کے لیے پروتی رہتی ہے۔

مالی:

چاچی جیلہ مجھے آج قبرستان لے جائیں گی وہاں..... وہاں۔

بیٹی:

(رونے لگتی ہے مالی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا قیص کے بازو سے آنکھیں پونچھتا ہے اور واپس جا کر بازو کاٹنے لگتا ہے۔

سین 5 ان ڈور (غریبانہ دیہاتی کمرہ) رات

(ابا بیمار ہے۔ وہ بنگ پر لیٹا ہوا ہے۔ تھوڑا سا کھانا ہے۔ کمرے میں کوئی نہیں۔)
فیروز..... کون ہے کمرے میں؟ نگینہ؟ (وقفہ کھانس کر) کون آیا ہے۔ بولتے کیوں
نہیں عاصم۔ تارا..... تارا بیٹے..... تارا.....

ابا:

(جس وقت باپ تارا کا نام لیتا ہے آپاد اخل ہوتی ہے اس کے ہاتھ میں لائیں ہے اور سر
پر بھاری چادر ہے۔ اس وقت آپا کی طبیعت بخم ہوئی ہے وہ روتی ہوئی آتی ہے سب لڑائی
جھگڑا ختم ہو چکا ہے اور آپا اپنے ٹوٹ جانے پر رضانند ہو گئی ہے۔)

آپا:

یہاں کوئی تارا نہیں ہے ابا جی۔

(آپاد بلینز میں کھڑی ہے۔ اور باہر آسمان کی طرف دیکھ رہی ہے۔)

ابا:

یہ ہم اندھوں کی مجبوری ہے راشدہ۔ جب کوئی نہیں ہوتا تو بھی موجود رہتا ہے۔

ہوا کی طرح سانس کی طرح..... ہم اسے دیکھ کر اس کا قیاس نہیں کرتے ناں۔
 آپا: (آسمان کی طرف دیکھ کر) کئی دنوں سے بادل چڑھا ہے اباجی۔ بر سے بھی۔ بر سے بھی چکے۔

ابا: بر سے گا بر سے گا خوب بر سے گا۔ تو دیکھتی جا۔ اتنے پانی کا بوجھ کہاں اٹھائے پھرے
 گایہ بادل۔ نہ آدمی آنسوؤں کا بوجھ اٹھا سکے نہ بادل پانی کا.....
 (اب آپا باپ کے پاس آتی ہے۔ لالین باپ کے سر ہانے تپائی پر رکھتی ہے۔ پھر باپ کا
 ماتھا چھوتی ہے۔)

آپا: بخار اتر نہیں۔

ابا: اتر جائے گا تو فکر مت کر۔ ہم جیسوں کو کچھ نہیں ہوتا۔ پکی ہڈی ہے میری۔
 (آپا نیچے فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس طرح کے اس کا سر باپ کی پٹی تک آتا ہے۔ وہ زمین
 کو تنکے سے کریدتی رہتی ہے اور باتیں کرتی ہے۔ باپ شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ
 پھیرتا ہے۔ باقی باتیں بہت مدھم لہجے میں ہوتی ہیں۔)

آپا: مجھے معلوم ہے اب تو مجھے دغا دے گا۔ اب تیری باری ہے۔ مجھے پتہ ہے۔ آخر میں
 صرف میں رہ جاؤں گی تنکے چننے کے لیے کسی مزار پر حق اللہ حق ہو کہتی ہوئی
 دیوانی مستانی۔

ابا: میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا راشدہ۔ لگی کیا میں جانتا نہیں کہ..... کہ..... کہ تو
 بڑی اکیلی ہے۔ تیرا کوئی نہیں۔ میاں جی جیسا شوہر تو جیسا ہوا ویسا نہ ہوا۔
 (آپا چپ چاپ روتی ہے۔)

ابا: رویانہ کر راشدہ..... جب تو روتی ہے تو دو گنی تکلیف ہوتی ہے۔

راشدہ: کیوں اباجی؟ میں کیوں نہ روؤں؟ کیوں نہ روؤں میں؟

ابا: جب کوئی بہادر آدمی روتا ہے تو..... دو گنی تکلیف ہوتی ہے بیٹے۔ بڑا درخت گرے
 تو بہت آواز آتی ہے۔

راشدہ: ساری عمر آنسوؤں پر غصے کی چادر بھی تو اوڑھی نہیں جاسکتی میں بھی آخر انسان
 ہوں۔ تھک گئی ہوں۔ (وقفہ) کچھ لوگ کچھ بد نصیبی کے لیے کیوں بنے ہوتے

ہیں ابا۔ لے دے کے جب بھی بد نصیبی دستک دیتی ہے ان ہی کے دروازے پر۔
 دیکھ راشدہ۔ سب کو کندن بناتا ہے اوپر والا لیکن بھٹی الگ الگ ہے سب کی..... ابا:
 کوئی زیادہ مرتبہ بھٹی میں پگھلتا ہے کوئی ایک بار میں پورا تاؤ کھا جاتا ہے۔
 ہاں ابا۔ کچھ ساری عمر بھٹی میں رہتے ہیں اور راکھ کے سوا کچھ نہیں بن سکتے۔ راشدہ:
 ہوا کیا ہے تجھے۔ آج تو گرجی نہیں پھری نہیں۔ ابا:
 (اٹھتے ہوئے۔)

راشدہ: بتاؤں گی ابا تجھے کسی روز..... تیرا جی ٹھیک ہو جائے۔ پھر..... لمبی باتیں ہیں ابا.....
 کہاں سے شروع کروں؟
 (جاتی ہے۔ لیکن دہلیز پر کھڑی ہو کر آسمان کی طرف دیکھتی ہے بادل زور سے گرجتا ہے۔)
 بجلی کی چمک سارے سیٹ پر پھیل جاتی ہے)
 راشدہ..... راشدہ..... چلی گئی بیٹی..... راشدہ بارش آگئی ہے شاید..... راشدہ۔ ابا:
 تارا بیٹے تجھ کو آواز نہیں آتی میری؟
 (یہاں پر بھرپور بارش کا ایک منظر بڑے تال پر بڑے درخت پر بارش پڑ رہی ہے۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور (سٹوڈیو) دن

(اس وقت سکندر بوتھ کے اندر ہیڈ فون لگائے کھڑا ہے۔ سازندے تیار ہیں۔ سکندر کے ہاتھ میں کاغذ ہے۔ اس کے چہرے سے قدرے پریشانی ظاہر ہوتی ہے۔
 غزل

خون بادل سے برستے دیکھا
 پھول کو شاخ پہ ڈستے دیکھا
 کھل گیا جن پہ مسرت کا بھرم

پھر کبھی ان کو نہ ہنستے دیکھا

دل کا گلشن کہ بیابان ہی رہا

ایسا اجڑا کہ نہ بستے دیکھا..... خون بادل سے.....

(سکندر پہلے دو شعر گاتا ہے تو کیمروہ اس پر ہے اس کے بعد جب وہ شعر اٹھاتا ہے دل کا گلشن..... تو ہم افتخار کی قبر پر آتے ہیں۔ یہاں اس کے تمام ملازمین ہاتھ اٹھائے کھڑے دعائنگ رہے ہیں۔ مالی قبر کے پاس بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیٹی ایک ہار کتبے پر لگاتی ہے۔ زور سے بجلی چمکتی ہے سب اوپر دیکھتے ہیں۔ کیمروہ کتبے پر جاتا ہے اس پر لکھا ہے۔ یہاں ہمارا پیارا افتخار سلیم سو رہا ہے۔

اس سے نیچے چھوٹے حروف میں لکھا ہے خانساں عمر دین مالی رمضان بن دھو بن جمیلہ 'بیرا نذیر' چوکیدار خدا بخش۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(زور کی بارش کا ایک شاٹ بجلی زور سے چمکتی ہے۔)

(ڈزالو)

سین 8 آؤٹ ڈور (اوپر جانے والی سیڑھیاں) دن

(میڑھیوں کا کچھ حصہ نظر آتا ہے۔ سکندر آتا ہے۔ اس کے سر پر کپڑوں پر بارش کے کچھ قطرے ہیں۔ میڑھیوں پر سے خانساں اتر کر آتا ہے۔ سکندر منہ اور سر رومال سے پونچھتا ہوا آگے آتا ہے۔)

سکندر: کیوں یار Bell خراب ہے کیا؟
 خانساں: سر جی بجلی فیوز ہو گئی ہے اس جھکڑ کی وجہ سے۔ بیٹھے۔
 (صوفے پر بیٹھتا ہے۔)

سکندر: کچھ پتہ چلا؟
 خانساں: کچھ پتہ نہیں چلا سر۔ میرا خیال ہے ان کو پتہ چل گیا تھا افتخار صاحب کی موت کا۔
 سکندر: (جیب سے سگریٹ نکال کر جلاتا ہے) چھ سات مہینے میں ہم سب مل کر ایک عورت کو تلاش نہیں کر سکے۔

خانساں: عجیب حادثہ ہوا سر جی۔ ہم سب تو ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔ حادثاتی موت تھی کہ کسی دشمن نے.....

سکندر: کوئی بھی سمجھ نہیں سکا۔ دراصل حادثات سمجھنے کے لیے نہیں ہوتے یار۔
 خانساں: میں ابھی آیا سر وہ سوپ اوپر چھوڑ آیا ہوں۔
 سکندر: سوپ؟ اب سوپ کس کے لیے؟

خانساں: ہم تو سر جی..... اسی طرح رہتے ہیں۔ میں روز افتخار صاحب کی پسند کے کھانے پکاتا ہوں۔ پھر انہیں فقیروں میں بانٹ دیتا ہوں۔ ہم نے تو ان کے گھر کو ویسے ہی رکھا ہے سر۔ (آنسو نکلتے ہیں) نذیر اسی طرح بوٹ صاف کرتا ہے۔ سوٹ استری کرتا ہے۔ ہم سب تو سمجھتے ہیں وہ یہیں ہیں۔ مری شوٹنگ کے لیے گئے ہیں۔ آجائیں گے آپ۔ (آنسو پونچھتا ہے اوپر سے جیلہ آتی ہے) آپا جی اور وہ دونوں..... ہمیں بڑی آس ہے جی ان کے آنے کی۔

جیلہ: سلام علیکم سرکار۔

خانساں: ہم سب تو ڈھونڈتے تھک گئے جی ریڈیو سٹیشن چھان مارا۔ ٹیلی ویژن پر گئے ہر سٹوڈیو میں تلاش کیا۔ کوئی جگہ نہیں دیکھی ہم نے۔
 (لبی سانس بھر کر۔)

جیلہ: سرکار ایک خط تھا ستارہ بی بی کا افتخار صاحب کے نام میرے پاس امانت پڑا ہے کبھی کا۔ آپ کو دے دوں۔ سات مہینے سے پڑا ہے میرے پاس۔

سکندر: ستارہ کا خط؟ دکھاؤ۔

جیلہ: اچھا جی (جاتی ہے)

(چوکیدار آتا ہے۔)

چوکیدار: خدائی..... اول تو یہ بادل برستا نہیں دوسرے بر سے تو رکتا نہیں سلام صاحب۔

سکندر: سلام۔

(آواز دیکر)

چوکیدار: نذیر..... اونذیر صاحب کے بیڈروم کو کھڑکیاں بند کر دیا کہ نہیں۔ قالین برباد

ہو جائے گا معاف کرنا صاحب۔ یہ میرا بہت کم چور ہے۔ ہم خود دیکھ لے ذرا۔

(اوپر جاتا ہے۔)

(سکندر ادھر ادھر دیکھتا ہے سامنے الٹش ٹرے اٹھا کر کان سے لگاتا ہے جیسے کچھ سن رہا ہو)

اوپر سے جیلہ خط لا کر دیتی ہے۔)

جیلہ: جی سرکار لیں۔

سکندر: جیلہ!

جیلہ: جی سرکار۔

سکندر: جب کسی کے گھر گندے کپڑے لاتی ہو تو کیسے لاتی ہو؟

جیلہ: گن کے سرکار۔

سکندر: جب پرانی یادوں کو نیم کے خشک پتوں میں پیک کر کے رکھنے کا وقت آ جاتا ہے تو

بھی انہیں گننا پڑتا ہے۔ سمجھی ہو میری بات۔

جیلہ: نہیں جی۔

سکندر: میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جاؤں۔ ذرا بادل تھم جائے تو چلا جاؤں گا۔

جیلہ: آپ کا اپنا گھر ہے سرکار۔ (جاتی ہے) جم جم جی صدمے بیٹھیں۔

(سکندر اٹھتا ہے۔ سارے کمرے کا جائزہ لیتا ہے۔ یہاں اس کی اپنی آواز میں یہ شعر دوبارہ

لگائے)

خون بادل سے برستے دیکھا

بھول کو شاخ پہ ڈستے دیکھا

(اٹھتا ہے اور آخری میٹر بھی پر بیٹھ کر ستارہ کا خط کھولتا ہے اس پر ستارہ کی آواز سو پر اچھوڑ
 کیجئے۔)

آواز: افتخار میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اور میں تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی۔
 میں سکندر کی ہوں اور جب تک میں سکندر کی ہوں میں تمہاری کوئی بات نہیں
 مان سکتی۔ اسی لیے میں جا رہی ہوں میری تلاش نہ کرنا۔
 (اپنے آپ سے)

سکندر: میری تلاش نہ کرنا۔ میری تلاش نہ کرنا۔
 (زور سے بجلی کڑکتی ہے)

کٹ

سین 9 آؤٹ ڈور دن

(عاشی ایک اور نوجوان جو شکلا اور عقلاً ہیر و صفت ہو کے ساتھ واپڈا اوڈی ٹیوریم کی
 بلڈنگ میں سے باہر نکلتے ہیں۔ کیمرہ انہیں باہر آتے دکھاتا ہے۔ دونوں خوش دلی سے
 باتیں کر رہے ہیں اور غالباً اندر سے کوئی شوقیکہ کر آئے ہیں۔ کیمرہ انہیں اوپر جانے والی
 میڑھیاں چڑھتا دکھاتا ہے پھر کیمرہ اوپر ہے اور وہ میڑھیاں چڑھ کر پارکنگ میں آتے
 ہیں۔ پھر کیمرہ انہیں Follow کرتا ہے۔ وہ کار میں بیٹھتے ہیں اور جاتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 10 ان ڈور دن

(راشدہ آپا کا آنگن۔ اس وقت آپا تخت پوش پر چودھرا نین بن کر بیٹھی ہے۔ پورا جلال

آب و تاب اس کے چہرے پر ہے۔ سامنے ایک دیگچہ دال گوشت کا ہے اور پاس نان پڑے ہیں وہ ڈوئی ڈوئی دال نان میں رکھ کر تہہ کرتی جاتی ہے۔ پاس ہی منظور کھڑا ہے۔

آپا: اچھا تو مجھے زیادہ مشورے نہ دیا کر سمجھا؟

منظور: مجھے کیا ضرورت ہے آپاجی مشوروں کی۔ باپ آپ کا بیمار ہے اللہ واسطے آپ دے دلار ہی ہیں۔ کوئی میرے کھیسے سے گیا ہے مال۔

آپا: اچھا چپ کھڑا رہو ورنہ یہ کفگیر ماروں گی تیرے منہ پر۔

منظور: مارنا آپاجی مارنا۔ پر ہتھ ہولار کھ کر مارنا۔

آپا: یہ دس نان مسجد میں اور مولوی صاحب سے کہنا بابی کے لیے دعا کریں۔

منظور: اچھا آپاجی وہ چوری پتہ لگی کہ نہیں؟

آپا: تجھے چوری سے کیا۔ تو نان گن سیدھی طرح۔

آپا: دس ہزار کا تو زیور ہو گا کھلا۔ کسی بھیدی کا کام ہے۔ آپ پکڑ کر سارے مزارعوں

کو توئی لگوا دیتیں ایک بار۔

آپا: تیرے لیے یہ نئی بات ہے۔ یہ دس نان ماسی مہراں کے گھر۔

منظور: (گنتے ہوئے) میری ماں کی مجھ کھول کر لے گئے تھے رسہ گیر۔ ساری عمر ہر

سویرے اٹھ کر وہ اپنی تجھ کی بات کرتی تھی یہ تو کل سات مہینے کی بات ہے جی۔

عاصم بھائی بھی غائب ہو گئے یک مشتی۔

آپا: اچھا چپ ہو جاؤ اب۔

منظور: ہاں جی مجھے ہمدردی کی کیا پڑی ہے۔ (وقفہ) آپاجی میاں جی تو دمڑی کا وساہ کرنے

والے نہیں اتنے زیور کی فام کیسے کھا گئے۔

آپا: تجھے کیا انہوں نے خام کھائی کہ نہیں کھائی۔ تو اٹھا چھا بہ اور جا اور دیکھ دعا کرتے

جانا بابی کا بخار اتر جائے۔

منظور: اتر جانا ہے بخار نے اتر ہی جانا ہے۔ آپ تو ایسے ہی کملی ہوئی ہیں۔ بخار نے کیا لینا

ہے کسی بڑھے آدمی سے۔

(منظور کے جانے کے بعد آپا چپ چاپ اپنے ہاتھ دیکھتی ہے اور اُہستہ اُہستہ ہاتھ میں

پڑے ہوئے اکلوتے نلگن کو انگلیوں سے پھیرتی ہے۔ کمرہ اس کے نلگن پر آتا ہے۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(عاشی بال برش کر رہی ہے۔ سکندر دیوار پر سے ستارہ کی قد آدم تصویر اتار رہا ہے۔)

سکندر: بس اس کی تکلیف تھی ناں۔ یہ لو جاتے جاتے اسے بھی نہر میں پھینکتی جانا۔

عاشی: پھر..... ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ تصویر تمہارے دل سے کیسے اتاروں؟

سکندر: کن باتوں سے ہوتا ہے فرق پھر؟

عاشی: تم اندر ہی اندر اسے یاد کرتے ہو اور کرتے رہتے ہو۔

سکندر: ان الزامات کے پیچھے کیا ہے۔ عاشی سچ کہو۔

عاشی: کچھ نہیں۔ (انگلیاں مردوڑتی ہے) دراصل سکندر..... کیا کریں اب۔

(عاشی سکندر سے جا چکی ہے لیکن الزام اپنے سر لینا نہیں چاہتی اور سکندر پر الزام دھر کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہے۔)

سکندر: تمہیں ہوا کیا ہے۔ کچھ عرصے سے تم اکھڑی اکھڑی کیوں ہو۔

عاشی: مجھے لگتا ہے کہ جب سے ستارہ روپوش ہوئی ہے تم اکھڑے اکھڑے ہو۔ تمہیں کچھ تداوا گھیرے ہوئے ہے۔

سکندر: عاشی! میں بہت کچھ ہوں۔ کمینہ..... ذلیل..... ادا باش..... لیکن میں کسی عورت کے ساتھ کبھی بھی Doble Game نہیں کھیل سکتا..... کیونکہ..... کیونکہ میری ماں کے ساتھ میرا باپ ہمیشہ دوہری چال چلا کرتا تھا..... جو سبق انسان بچپن میں سیکھتا ہے پتھر کی لکیر ہوتے ہیں۔

عاشی: یہ دیکھو ناں ابھی تک مسکین نہیں آئے۔

سکندر: بات پلٹانے کی کوشش نہ کرو عاشی۔ تمہیں ہوا کیا ہے۔ دیکھو..... جب کبھی کوئی

بدلتا ہے تو سب سے پہلے اس کی نظر بدلتی ہے.....

عاشی: اپنی آنکھوں کو دیکھو..... اس وقت..... جاؤ دیکھو ذرا آئینے میں..... دیکھو وہی آنکھیں ہیں وہی.....؟

(سکندر آئینے کے سامنے جاتا ہے اور دیکھنے کے بعد آئینے کی طرف پشت کر کے۔)

سکندر: سنو عاشی جان۔ اس بار گزر بڑا دھر نہیں..... میری نبض میں ابھی تک عاشی کی دھک دھک ہے۔

(اس وقت مسکین آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں زیور کا ڈبہ ہے۔)

عاشی: (غصے سے) لے آئے؟ آخر..... نہ ساتھ کمرشل بلڈنگ ہے۔ مسکین صاحب جانا بھی کار پر تھا۔ کوئی پیدل تو نہیں جانا تھا۔

(ڈبہ کھول کر دیکھتی ہے۔)

دو گھنٹے لگا دیئے۔

مسکین: آپ کے ہار کا کنڈا ٹھیک نہیں تھا۔ اس لیے دیر لگی۔

عاشی: ہار..... یہ میرا سیٹ ہے۔ کیا سمجھا کر بھیجا تھا آپ کو مسکین صاحب؟ فرمائے کیا کہا تھا میں نے۔

(سکندر اب سگریٹ بھر کر سلگاتا ہے اور سولے لگاتا ہے۔)

مسکین: جی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کا سیٹ ہیرے کا ہے اور صرف اس کے کنڈے کی مرمت کرنی ہے۔ آدھے گھنٹے کا کام ہے اور بیس دن ہو گئے ہیں۔

عاشی: پھر یہ میرا سیٹ ہے۔ کرنے کچھ بھیجو کر کچھ لاتے ہیں۔ ایک تو پتہ نہیں آپ کو کب عقل آئے گی۔

سکندر: (ٹوکنے کے انداز میں) عاشی! اے عاشی

عاشی: آپ Interfere نہ کریں۔ بابا جی یہ کیا اٹھالائے ہیں؟

مسکین: اس کا کنڈا ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا جی میں دو گھنٹے دکان پر بیٹھا رہا ہوں۔ اب جوہری صاحب نے یہ سیٹ بھیجا ہے کہ سر دست آپ اس سے کام چلائیں۔

عاشی: میری ساڑھی فیروزہ ہے مسکین صاحب اس پر یہ کنڈن کا سیٹ کیا لگے گا..... چلو

اچھا ہماری تو کوئی آرزو کبھی پوری ہی نہیں ہوئی وقت پر۔ کندن کا سیٹ ہی سہی۔
میچ تو ذرا نہیں کرے گا۔

مسکین: پھر چکر لگا آؤں جی شاید سیٹ آگیا ہو۔

عاشی: اب آپ چکر ہی لگاتے رہنا خیر سے۔

(ہار پہنتی ہے لیکن پیچھے ہٹ نہیں لگاتی۔)

عاشی: سکندر۔

سکندر: جی عاشی جی۔

(دونوں کا موڈ ٹھیک ہو جاتا ہے)

عاشی: یہ ذرا پلیز.....

(سکندر پاس آکر ہٹ لگاتا ہے۔)

عاشی: آپ کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں، جائیں۔

مسکین: اچھا جی۔ میں سمجھا تھا کہیں واپس نہ کرنا ہو۔

عاشی: نہیں جی..... جائیں آپ پلیز۔ کچھ واپس نہیں کرنا خواہ مخواہ

(مسکین جاتا ہے۔ عاشی کان میں بڑے بڑے جھمکے پہنتی ہے۔ سکندر اس کی مدد کرتا

ہے۔)

سکندر: ویسے تم غصے میں بری نہیں لگتیں لیکن مسکین بھائی کے ساتھ ایسے نہ بولا کرو۔ کچھ

نہیں تو ان کی عمر کا ہی خیال رکھو۔

عاشی: کیوں؟ کیوں؟..... کیوں۔

سکندر: وہ بیچارے بڑے مجروح ہو جاتے ہیں تمہاری باتوں سے۔ مجھے ترس آتا ہے۔

عاشی: ہوا کریں مجروح رہا کریں مجروح

سکندر: بہت خوبصورت سیٹ ہے۔

عاشی: سچ۔

سکندر: واپس مت کرنا۔ میں Payment کر دوں گا۔

عاشی: تھینک یو۔ Honey تھینک یو۔ Lovely۔

(جلدی سے اٹھتی ہے اور سنگھار میز کے سامنے بیٹھ کر اپنے آپ کو Admire کرتی ہے)
 پیچھے سکندر کھڑا ہے۔

سکندر: یہ تم لوگوں کو اپنے آپ کو Admire کر کے کیا مزہ ملتا..... ہے؟ حد ہے۔

عاشی: خدا قسم جب شیشہ گواہی دے ناں تو نشہ سا چڑھ جاتا ہے سر کو..... جی۔

سکندر: کسی کی آنکھ کا اعتبار نہیں ہوتا تمہیں۔

عاشی: ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی..... ہمیشہ نہیں۔

(ڈزالو)

سین 12 ان ڈور رات

(باپ نیم بیہوشی کے عالم میں ہے آپا سے کندھے کا سہارا دیکر بیٹھی ہیں اور دوائی پلا رہی ہے۔ باپ کی آنکھیں بند ہیں۔ ماتھے پر پینہ ہے اور سانس بوجھل ہو کر آ رہا ہے۔

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(ایک ڈائریکٹر صاحب کمرے وغیرہ سیٹ کروا رہے ہیں۔ کمرہ مین Lights ٹھیک کرنے میں لگا ہے۔ ایک طرف کرسیوں پر عاشی اور وہی نوجوان ایکڑ بیٹھے ہیں۔ عاشی اپنا میک اپ درست کر رہی ہے۔ نوجوان کے ہاتھ میں سکرپٹ ہے اور وہ دونوں ساتھ ساتھ اپنی لائنز بھی Repeat کر رہے ہیں۔ سامنے راجستھانی سیٹ لگا ہے۔ نوجوان اور عاشی دونوں اس وقت راجستھانی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے میں محو ہیں۔)

نواز: محبت وطن کی ہو کہ عورت کی..... سر بیچ کر ہی کچھ ملے۔

- عاشی: وطن کے دیوانے کو کیا پتہ استری کا حسن کیا چاہوے؟
- نواز: اور استری کو کیا پتہ کہ وطن کے سر کٹانے والے کے دل میں کیا ہے۔ یہ کیا لفظ ہے عاشی جی۔
- (عاشی دیکھتی ہے)
- عاشی: تم بھی انگلش میڈیم سکول سے پڑھے ہو۔
- نواز: جی ہاں بد قسمتی سے۔
- عاشی: ٹھہر دو ذرا۔
- (سکرپٹ لیکر ڈائریکٹر کے پاس جاتی ہے۔ ڈائریکٹر اسے بتاتا ہے وہ واپس آتی ہے۔)
- عاشی: وطن کے جی داروں کے دل میں کیسی مردنگ بجتی ہے۔
- نواز: مردنگ!
- عاشی: جی مردنگ مردنگ۔
- نواز: یہ دامامہ تو سنا تھا مردنگ کے کیا مطلب ہیں؟
- عاشی: مجھے کیا پتہ؟ میں نے کبھی دیکھا ہو تو بتاؤں؟ میں نے تو دامامہ بھی نہیں دیکھا۔
- نواز: (لمبا کر کے) دامامہ..... دامامہ میں کیا کرو شامہ؟
- دامامہ..... دامامہ میں کیا کرو شامہ؟
- (عاشی ہنستی ہے۔ اس وقت جب عاشی اور نواز ہنس رہے ہیں دور سے سکندر انہیں دیکھتا ہوا بڑھتا آتا ہے۔)
- سکندر: بڑی ہنسی آرہی ہے کیا بات ہوئی۔
- عاشی: دامامہ..... دامامہ..... میں کیا کروں شامہ؟
- (دونوں پھر ہنستے ہیں۔ سکندر حیران ان دونوں کو دیکھتا ہے۔)
- سکندر: شامہ ہو گیا؟
- عاشی: ابھی کہاں ابھی تو لائنیں سیٹ ہو رہی ہیں۔ پھر لنچ بریک ہو جائے گا۔ پھر Top light کا جھگڑا پڑ جائے گا۔
- سکندر: تو پھر؟ مجھے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا تھا۔

عاشی: تو تم چلو سکندر۔ یہ نواز مجھے ڈراپ کر دیں گے گھر۔
 سکندر: میں پھر appointment لے لوں گا ڈاکٹر صاحب سے۔
 عاشی: اب اتنی جلدی appointment بھی کہاں ملتی ہے چلے جاؤ۔ ہر وقت آنکھوں
 کا Complain کرتے رہتے ہو۔ کیوں نواز صاحب مجھے گھر پہنچا دیں گے ناں۔
 نواز: اگر آپ چاہیں گی تو؟
 سکندر: اچھا عاشی شام کو آ جانا۔
 عاشی: ضرور ضرور۔ دامامہ، دامامہ میں کیا کروں شامہ؟
 (عاشی اور نواز پھر ہنسنے لگتے ہیں۔ سکندر دلبرداشتہ سا ہو کر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور رات

(اوڈیو ریم میں سٹیج پر اس وقت Graduate award قسم کی Ceremony ہو رہی ہے۔ اس طرح کا سیٹ سٹوڈیو میں بھی لگ سکتا ہے۔ ڈانس تین چار کرسیوں پر معزز مہمان بیٹھے ہیں۔ مائیکروفون پر ایک دلفریب اناؤنسر آتی ہے۔)
 اناؤنسر: اس سال کی بہترین فلم ”کواڑ“ ہے..... غوری صاحب تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ ملک کے مایہ ناز ڈائریکٹر ہیں۔ اور کئی سال حتیٰ کہ بیرونی ممالک میں بھی اپنے فن کا لوہا منوا چکے ہیں..... غوری صاحب۔
 (تالیاں)

(اب ڈائریکٹر غوری کو آتا ہوا دکھاتے ہیں۔ ادھر سے مہمان خصوصی اٹھ کر ڈائریکٹر غوری کو ایوارڈ دیتا ہے اور ہاتھ ملتا ہے۔ ڈائریکٹر غوری سٹیج پر ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔)
 اناؤنسر: اس فلم میں میڈم عاشی نے بہترین ایکٹرس کا ایوارڈ حاصل کیا ہے۔ عاشی گو فلموں میں زیادہ عرصے سے نہیں ہیں۔ لیکن ان کی تمام فلمیں Hit ہوئی ہیں اور اس

وقت یہ پاکستان کی مصروف ترین ایکٹرس ہیں۔ ان کا نام باکس آفس کی ضمانت ہے عاشی.....

(ان جملوں کے دوران عاشی آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ بینڈ Bang بجاتا ہے۔ تالیاں

ابھرتی ہیں۔ عاشی ناظرین کی جانب ہاتھ ہلا کر ایوارڈ لیتی ہے۔)

اناؤنسر: ”کواڑ“ فلم میں بہترین ہیر وکا Award افتخار سلیم کو ملا ہے۔ افسوس آج وہ ہم میں موجود نہیں۔ لیکن ان کا فن ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہ ایوارڈ ان کے ایک بزرگ Reecive کریں گے۔

اس وقت مالی آگے آتا ہے وہ بہت معزز بنا ہوا ہے۔ آگے آتا ہے ایوارڈ ملتا ہے پھر جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھتا ہے اور غوری اور عاشی کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ موسیقی بجتی رہتی ہے۔

اناؤنسر: اور اب میں ملک کے معروف ترین مشہور ترین گلوکار کو اپنا ایوارڈ لینے کے لیے دعوت دیتی ہوں..... گل رخ سکندر..... بہترین گلوکار کا Award۔

(اب گل رخ سکندر سفید شلوار قمیص میں آتا ہے وہ کچھ بجھا بھاسا ہے۔ ایوارڈ لیتا ہے اور پیچھے مالی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اناؤنسر کہتی ہے۔)

اناؤنسر: اور اب آپ سب وہ غزل سنیں گے جس پر انہیں اس سال کا Award دیا گیا ہے۔ گل رخ سکندر صاحب۔

سکندر آتا ہے۔ اناؤنسر کو اپنا Award پکڑاتا ہے۔ موسیقی اٹھتی ہے۔ سکندر گاتا ہے لیکن اس کا انداز بجھا ہوا ہے۔

غزل:

کسی کا سایہ سا دیوار پر نظر آیا
کسی بھی سمت نہ کوئی مگر نظر آیا

(یہاں ستارہ کا وہ کلر اگائیے جب پہلے یادو سرے سکرپٹ میں وہ سکندر کو گاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی ایسے ہی ایک منظر تھا۔

وہ جس کو آپ کے ہمراہ بیشتر دیکھا
بہت اداس سر رہگذر نظر آیا

اس وقت سکندر عاشی کی طرف دیکھتا ہے وہ مسکرا کر سکندر کی طرف دیکھتی ہے۔ کمرہ عاشی سے ہو کر اس Award پر جاتا ہے جو مالی کے ہاتھ میں ہے۔

ذرا سی دیر تو ٹھہرے تھے تیرے کوچے میں

چلے تو پھر نہ کوئی ہمسفر نظر آیا

اس انتظار کے دوران سکندر پر کمرہ رہتا ہے اور اس کے چہرے پر ادا سی ہے۔ کچھ ٹکان

ہے۔ کچھ مجبوری ہے۔ جیسے سب کچھ دیکھ چکنے کے بعد اپنی زندگی کے بے مصرف ہونے

کا یقین آ گیا ہو۔)

(ڈزالو)

سین 14 ان ڈور رات

(مالی آکر افتخار کی تصویر کے ساتھ اس کا ایوارڈ رکھتا ہے مسکراتا ہے۔)

مالی: مبارک ہو مائی باپ..... (پھر تصویر کو صاف کرتا ہے آہستہ سے پھر کہتا ہے)

مبارک ہو مائی باپ۔

(ڈزالو)

سین 15 ان ڈور شام

(آنکھوں کے ڈاکٹر کا کلینک)

ڈاکٹر: (چارٹ کی طرف اشارہ کر کے) پڑھئے۔

(سکندر اوپر کے موٹے حروف پڑھتا ہے)

اب نیچے کے حروف پڑھیں۔

(سکندر دو تین حرف پڑھنے کے بعد رک جاتا ہے۔)

ڈاکٹر: کیا Age ہے آپ کی سکندر صاحب۔

سکندر: Thirty three۔

ڈاکٹر: یہ زیادہ عمر تو نہیں ہے لیکن کئی بار عینک جلدی بھی لگ جاتی ہے۔ Never mind

سکندر: (کچھ سوچتے ہوئے) ڈاکٹر صاحب یہ Eye sight کا مسئلہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر: جی جی کہئے..... ارشاد؟

سکندر: کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے میں جلد ہی اندھا ہو جاؤں گا میری آنکھوں کے اندر کبھی

کبھی چند سیکنڈ کے لیے Complete blackout ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر: آپ ایسے شے نہ پالیں سکندر صاحب۔ یہ Over work کا نتیجہ ہے۔ کچھ

Rest کریں کچھ تھوڑی دیر کے لیے Change کے لیے کہیں چلے جائیں۔

سکندر: کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب مجھے یہاں سر کے پیچھے ہلکی سی درد بھی ہونے لگتی ہے۔

It will go on for hours

ڈاکٹر: کتنے سگریٹ پیتے ہیں آپ دن میں۔

سکندر: (ہنس کر) بہت ڈاکٹر صاحب بے شمار.....

ڈاکٹر: اب اتنے پیا کریں جنہیں شمار کر سکیں۔

It might be all due to this smoking

سکندر: کبھی کبھی۔ (انگلی ہلا کر) ایک کی دو دو چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ میں عینک ضرور لگوا

لوں گا ڈاکٹر صاحب لیکن میرا خیال ہے یہ..... یہ..... It is something else

ڈاکٹر: اچھی خوراک کھائیں۔ ورزش کریں اور worry منع ہے۔ یہ کچھ آپ کی

Vitality کے لیے وٹامنز وغیرہ لکھ رہا ہوں۔

(نسخہ لکھتا ہے)

سکندر: فکر ہمارے پروفیشن کی جان ہے۔ جیسے کرکٹ کے کھلاڑی سفید وردی پہنتے ہیں۔

ٹرین چلانے والے گارڈ کے پاس سیٹی ہوتی ہے۔ باکسر کے ہاتھوں پر Gloves

ہوتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب ہم لوگوں کے پاس ایک پاکٹ سائز worry

ہوتی ہے۔ اس ٹرانسنسٹر کو ہم لوگ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ یہ ہر وقت بچتا رہتا ہے۔ دوسروں کو سنائی نہیں دیتا لیکن اس کی Monotones ہمیں پاگل کر دیتی ہیں۔ (یکدم اپنی گھڑی کان سے لگا کر سنتا ہے پھر اسے ڈاکٹر کے کان سے لگتا ہے) ذرا سنیں ڈاکٹر صاحب آپ کو آواز آتی ہے ناں سنیں پلیز۔ پریشانی کی آواز Frustration کی صدا؟ سنائی دیتی ہے ناں۔
(ڈاکٹر آواز سننے کی کوشش کرتا ہے)

(فیڈ آؤٹ)

سین 14 ان ڈور دن

(عاشی چوڑی دار پا جامہ اور پٹوآز پہنے امر او جان ادا جیسی بنی ہوئی ناچ کی ریہرسل کر رہی ہے۔ ڈانس ماسٹر اسے توڑے سکھا رہے ہیں۔ ناچ کے تھوڑے عرصے بعد نواز آتا ہے اور سکندر کی طرح بیٹھتا ہے۔ ناچ کرنے بعد عاشی اس کے پاس جا کر بیٹھتی ہے۔)

عاشی: بس ماسٹر جی کافی ہو گیا۔

ماسٹر: تھوڑا اور دیکھ لیں۔ کتھک ہے شاید پاؤں اکھڑ جائے تھوڑا اور۔

عاشی: میری تو سانس اکھڑ گئی ماسٹر جی شکریہ۔ اب میں اور پریکٹس نہیں کر سکتی۔

(ماسٹر کی طرف سے نواز کی طرف آتی ہے نواز سکندر کی طرح بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا ہے۔)

نواز: آپ بہت اچھا ناچتی ہیں۔

عاشی: اور آپ بہت اچھا ایکٹ کرتے ہیں۔

نواز: آپ سے الفاظ پوچھ پوچھ کر مرونگ قسم کے۔

عاشی: ڈلیوری تو اچھی ہوتی ہے سب سے الفاظ پوچھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کام تو آپ

کا سب سے بہتر ہوتا ہے۔